شہید فلسطین

شیخ احمد یاسین......بچپن سے شہادت تک

مولانا ولی خان المظفر

یہ اس تاریک اور ظلمت آمیز شب کا واقعہ ہے، جب امریکہ عراق پر جبرواستبداد اور وحشت و بربریت کی داستانیں رقم کرنے پر اپنی شیطانی خوشی کی پہلی برسی منا رہا تھا، کہ عالم اسلام پر یہ خبر بجلی بن کر گری کہ اُمت مسلمہ کے عظیم سپوت، عرب دنیا کے نامور مجاہد، تحریک آزادئ فلسطین کے علمبردار اور حماس کے سربراہ شیخ احمد یاسین شہید کردیئے گئے......اناللہ وانا الیہ راجعون۔ وھیل چیئر کے بغیر یہ عدیم الحرکۃ عظیم مجاہد کمانڈر اور باطل کے خلاف شمشیر براں ۲۲ مارچ ۲۰۰۴ء کو ساری رات مسجد میں عبادت اور اللہ رب العزت سے راز و نیاز میں مشغول رہنے کے بعد نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد اپنے جانثاروں کے ساتھ باہر نکلے اور صیہونی دہشت گردوں نے انتہائی بزدلانہ حملہ کر کے حددرجہ سفاکانہ طریقے سے اُنہیں شہید کردیا۔ اُدھر اسرائیلی ترجمان نے اس بات کی تصدیق کی کہ ''اسرائیلی فضائیہ نے یہ بدنما کارنامہ بدنام زمانہ اسرائیلی وزیراعظم ایریل شیرون کے خصوصی حکم پر سرانجام دیا'' اور یہ بات بھی سامنے آئی کہ حملے کی پلاننگ انسانیت دشمن اسرائیلی وزیراعظم نے خود ہی کی تھی۔

۱۹۳۸ء کے اوائل میں فلسطین کے (جورہ) نامی قصبہ کے ایک متمول گھرانے میں پیدا ہونے والا یہ عظیم بچہ جب دنیائے عالم میں نمودار ہوا تو کسے معلوم تھا کہ آج کا یہ بچہ کل کا بے باک رہنما ثابت ہوگا۔ ابھی آنکھ کھولی ہی تھی کہ بچپن ہی میں اسرائیلی درندوں نے شیخ کے گھر کو مسمار کردیا، یہ ۱۹۴۸ء کی بات ہے جب اسرائیلی فوج نے جورہ پر بحر و بر اور فضاء سے بمباری اور میزائل باری کی تھی۔ (جورہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے شہر عسقلان کے مضافات میں واقع ہے، جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام جہاں وادی نمل (چیونٹیوں کی وادی) بھی ہے، جس کا ذکر قرآن کریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حوالے سے سورۃ نمل میں کیا ہے۔ علامہ ابن کثیر نے بھی اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ جورہ میں ایک مشہور و معروف ''شہدائے قبرستان'' بھی ہے جس کے متعلق عجیب و غریب کہانیاں یہاں کے لوگوں میں مشہور ہیں)۔ بہرحال پھر شیخ کا خاندان غزہ محلّہ (رمال) میں منتقل ہوگیا۔ ابھی نوعمری ہی کے ایام تھے کہ ایک ٹریننگ کے دوران حادثہ میں شیخ کی ریڑھ کی ہڈی کو شدید نقصان پہنچا اور وہ اپنے قدموں پر صحیح طرح چلنے کے قابل نہ رہے، پیروں کی انگلیوں پر چلنے کی کوشش کرتے تھے، ان کے بچپن کے دوست اور آج کے فلسطین کے عظیم عربی شاعر ''محمد ابودیہ'' کے بیان کے مطابق ''وكأني أنظر إليه في تلك الأيام، وهو يسير خطوات، ثم يقع

علی الأرض، ثم یلملم کتبه وینهض، ویکمل المسیرة بعزیمة یعجز عنها أولو القوة ''اُن دنوں کا وہ منظر آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے جب وہ چند قدم چلتے، پھر زمین پر گر پڑتے، پھر سے اپنی کتابیں سمیٹتے، اور کھڑے ہوکر اپنی باقی ماندہ راہ پر ایسے عزم کے ساتھ اُسی گرنے اُٹھنے کے انداز میں رواں دواں ہوجاتے کہ بڑے بڑے توانا بھی اُن سے ناتواں نظر آتے''۔ابودیہ کہتے ہیں کہ شیخ میرے دوست، میرے عزیز اور میرے ہمسایہ تھے، اُن کے والد اسماعیل یاسین بڑے ٹھاٹ باٹ سے زندگی گذارتے تھے، مگر شیخ کی نوعمری میں ہی اُن کا انتقال ہوگیا تھا، ان کے کُل دس بچے تھے، اُن میں احمد، شحدۃ، حسن، بدر، آمنہ اور فہیمہ کے ساتھ ہماری طفولیت کھیل کود میں گذری۔ احمد سب سے چھوٹا تھا، اپنی ذہانت اور بے انتہا صلاحیتوں کی وجہ سے والدین کو بہت ہی پیارا تھا۔ ابودیہ مزید کہتے ہیں کہ شیخ کے پیروں کی طرح اُن کے ہاتھ بھی شل ہوگئے تھے، مگر پھر بھی وہ ہمت نہیں ہارے، بڑی مشکل سے قلم پکڑ کر لکھا کرتے تھے، وہ کہتے ہیں کہ شیخ جب زخمی ہوئے تھے، تو میں نے ہی دیگر دوستوں کے ساتھ اُنھیں ہسپتال پہنچایا تھا، جہاں ہمارا خیال تھا کہ کچھ دنوں بعد آپ پوری طرح شفایاب ہوجائیں گے، لیکن وہ چوٹ ایسی تھی کہ آپ جسمانی طور پر شروع میں کم اور آخرِ عمر میں بالکل معذور ہوگئے تھے، یہ حادثہ سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں شیخ کو پیش آیا تھا۔ جب آپ انٹر کے طالب علم تھے، اس قدر مشقت اور معذوری کے باوجود دین کی والہانہ محبت اور خاندانی دین داری کی وجہ سے اُس وقت اور آج کی عالمِ اسلام کی عظیم درس گاہ جامعۃ الازہر تشریف لے گئے اور حصولِ علم میں منہمک رہے۔

وطن سے دوری، اہل وعیال کی یادآوری اور جسم کی معذوری جیسے مجاہدات اور ریاضات کو برداشت کرنے والے یہ مجاہد مصر کے اسلام مخالف اور مغرب نواز پالیسیوں پر گہری نظر رکھے ہوئے تھے۔ اُنہیں یہ معلوم تھا کہ ساری عمر مصر میں نہیں گذارنی، مگر دینی غیرت وحمیت اُنہیں حالات حاضرہ میں دلچسپی لینے پر مجبور کررہی تھی، ان دنوں اخوان المسلمین نامی تنظیم اور اس کے سربراہ سید قطب نوجوان نسل کی اُمیدوں کا مرکز بن چکے تھے۔ پھر ریاست اسرائیل کے قیام پر شیخ دل ہی دل میں جل کر راکھ ہوگئے تھے۔ شیخ یاسین نے بھی انؒ سے متاثر ہوکر اسی تنظیم میں شمولیت اختیار کرتے ہوئے واپس فلسطین آکر تنظیمی مقاصد کو آگے بڑھانے کا بیڑہ اٹھایا۔ لیکن یہاں آکر ۱۹۶۷ء میں آپ ایک اور سانحے کا شکار ہوگئے، وہ اس طرح کہ چند نوجوانوں کے ساتھ اسرائیل کے خلاف ایک مظاہرے میں آپ گرفتار ہوئے، آپ کی والدہ (سعدۃ الھبیل) کو اپنے معذور اور ناتواں بیٹے کی گرفتاری اور انہیں مار پیٹ اور ان پر تشدد کا جب علم ہوا تو وہ اس صدمے کو نہ سہہ سکی اور اللہ کو پیاری ہوگئی (اناللہ وانا الیہ راجعون) مگر آپ کے قدم ڈگمگائے نہیں اور فلسطین کے حالات مصر سے مختلف ہونے کی وجہ سے آپ نے ستر کی دہائی میں علاحدہ تنظیم المجمع الاسلامی کی بنیاد رکھی۔ ابھی چند سال ہی گذرے تھے کہ اس تنظیم کے مقاصد میں وسعت پیدا کرتے ہوئے اس کا نام مجمع المجاہدین سے بدل ڈالا اور آہستہ آہستہ اپنے ہدف کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ابھی کام جاری تھا کہ تنظیمی مقاصد

کو مزید وسیع کرنے کی غرض سے اور سیاسی پیچیدگیوں کے باعث شیخ اور اُن کے رفقاء کار غور وخوض کرنے لگے اور کچھ عرصے بعد ۱۵ دسمبر ۱۹۸۷ء کو فلسطین کی عظیم جہادی اسلامی سیاسی تنظیم حماس کی بنیاد رکھی۔ حماس (حرکۃ المقاومۃ الاسلامیہ) سے مخفف ہے۔ جس کے مقاصد میں فلسطین کی آزادی، فلسطینی مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا، غاصب اسرائیلی حکومت کا خاتمہ کرنا اور فلسطین میں اسلامی مملکت کا قیام شامل تھا۔ اب کی بار شیخ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ہدف کے حصول کے لیے سیاسی وعسکری سطح پر نوجوانانِ فلسطین کو اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑا تو دریغ نہیں کریں گے۔ انھوں نے اپنی معذوری کی پروانہ کرتے ہوئے باطل کی آنکھوں میں جب آنکھیں ڈالیں تو صیہونی اور ریاستی دہشت گرد امت مسلمہ کے اس عظیم سپوت کا نام سن کر بوکھلا گئے۔ حماس کی آئے روز بڑھتی ہوئی کارروائیاں باطل کی رعونت کو خاک میں ملانے کے لیے کافی تھیں۔ مئی ۱۹۸۹ء میں اسرائیلی حکومت نے شیخ کو گرفتار کر کے عمر قید کی سزا سنادی۔ شیخ کے جذبہ جہاد اور جدوجہد میں کوئی تبدیلی نہ آئی اور تحریک حماس شب وروز آگے مسلسل بڑھتی چلی گئی۔ مجبوراً شیخ کو چھوڑنا پڑا اور یوں ۱۹۹۷ء میں شیخ آٹھ سال کی طویل قید بامشقت کے بعد رہا کر دیئے گئے۔ شیخ نے اپنی پیرانہ سالی، آخر عمر میں بینائی سے محرومی اور کثرتِ امراض کے ہوتے ہوئے بھی جہادی کام جاری رکھا اور تنظیمی کمان سنبھالے ہوئے دن رات اپنے دماغ کو صیہونی دہشت گردوں سے انتقام اور چھٹکارا حاصل کرنے میں سرگرم و مصروف رکھا، بالآخر ۲۲ مارچ کی شب کو بعد از فجر سفاک اور درندہ صفت بزدل دشمن نے جو شیخ کے جذبہ جہاد سے بوکھلا چکا تھا، نظریہ کی اس جنگ میں اپنی شکست کو تسلیم کرتا ہوا، فضائی طیاروں سے شیخ پر میزائل داغے۔ جس کی وجہ سے ان کا جسم تین حصوں میں اور سر دو اجزا میں تقسیم ہو گیا۔ شیخ کی وھیل چیئر کے پرخچے اڑ گئے۔ سڑک شہید کے خون سے رنگی گئی اور تکبر وغرور سے بھرپور ظالم نے بصد سرور وفخر دنیا کو یہ خبر دی کہ میں نے ہی شیخ کو ختم کرنے کا فرمان جاری کیا تھا اور اب یاسر عرفات کو بھی شیخ یاسین کی طرح نشانہ بنادیا جائے گا۔ حماس کی طرف سے پورے فلسطین میں اسرائیل کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا گیا اور لاکھوں فلسطینی عوام نے جائے وقوعہ پر پہنچ کر شہید اور اپنے محبوب قائد کو اُٹھا کر اس دارِ فانی سے اشکبار آنکھوں کے ساتھ رخصت کیا۔ اس دن غزہ شہر میں ہر طرف ''الجہاد الجہاد'' کے فلک شگاف نعرے بلند تھے، امریکہ جس نے سلامتی کونسل میں ۶۹ دفعہ ویٹو کا حق استعمال کیا ہے، ان میں ۳۹ مرتبہ وہ صرف اور صرف اسرائیل کے لیے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ یہ حق استعمال کر چکا ہے، آج جب پوری مہذب دنیا کے دباؤ پر سلامتی کونسل نے اسرائیل کے خلاف قراردادِ مذمت تیار کی، انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار امریکہ نے اسے نہ صرف ویٹو کیا بلکہ یہ بھی کہا کہ اسرائیل کو اپنے دفاع کا حق حاصل ہے۔ مسلمانوں اور بالخصوص فلسطینیوں کے زخموں کی اس نمک پاشی کے موقع پر غالب کا یہ شعر بے ساختہ یاد آ رہا ہے:

پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسد
ڈرتا ہوں آئینے سے کہ مردم گزیدہ ہوں

فراست وبصیرت کا یہ پیکر، جہد وجہاد کا علمبردار اور عزم وہمت اور استقامت کا جبلِ عظیم خود تو چل بسا مگر اس کی شہادت بھی اس کی زندگی کی طرح قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ اس کی وھیل چیئر جو کفر کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کرنے کے لیے کافی تھی ویسے ہی اس کی شہادت کا ہر قطرۂ خون فلسطینی جذبہ جہاد میں نئی روح پھونکنے کے برابر ہے۔ وہ اپنے نحیف اور کمزور جسمانی وجود کے ساتھ بھی فلسطینیوں کے لیے ہمالیہ سے بلند عزائم کی حیثیت رکھتے تھے۔ جس شانِ امتیازی کے ساتھ اُنھوں نے اپنے بیمار ومعذور جسم کے ٹکڑے اسلام کی سربلندی اور رضاءِ خداوندی کے لیے بکھیرے ہیں اس سے انھوں نے فلسطینیوں کو عزم وعمل کا ایک نیا حوصلہ اور شان ولولہ عطا کیا ہے۔ شیخ کی شہادت سے تحریک فلسطین کمزور نہیں بلکہ مزید مضبوط ہوئی ہے۔ شیخ یاسین کل بھی زندہ تھے اور آج بھی زندہ ہیں اور ایسے لوگ سدا زندہ رہتے ہیں۔

شیخ احمد یٰسین شہید نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں فلسطین کی نسلِ نو کو مخاطب کر کے جو ولولہ انگیز تقریریں کی ہیں، ان تقریروں کے دو مختصر اقتباس پیش خدمت ہیں:

۱۔ "حان الوقت يا أبنائي ويا أحفادي، لترجعوا إلى الله تعالى، وتتوبوا إليه، حان الوقت لتدعوا التفاهات من حياتكم وتنحوّها جانباً، حان الوقت لتوقظوا أنفسكم، وتصلّوا الفجر في جماعة، حان الوقت لتتعلموا وتتثقفوا وتخترعوا وتكونوا سبّاقين على الغير، حان الوقت لتتحلّوا بالأخلاق؛ وتنفذوا مافي القرآن، وتقتدوا بالنبي صلى الله عليه وسلم، وتتقربوا من ذلك النبي الأعظم......"

"میرے بچو اور پوتو! اب وقت آ گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، اور اچھی طرح توبہ کرو، اب وقت آ گیا ہے کہ تم فالتو چیزوں کو اپنی زندگی سے پرے ہٹاؤ، اور انہیں ایک طرف رکھ دو، اب وقت آ گیا ہے کہ تم اپنے آپ جاگو اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرو، اب وقت آ گیا ہے کہ تم خوب تعلیم حاصل کرو اور تعلیم یافتہ اور موجد بنو اور اغیار سے آگے بڑھو، اب وقت آ گیا ہے کہ تم اچھے اخلاق سے مزین ہو اور قرآنی احکام کی تنفیذ کی کوشش کرو، اور جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آئیڈیل بناؤ اور اس عظیم الشان پیغمبر کا قرب حاصل کرو......"

۲۔ "أما أنتن يا فتيات الأمة وحفيداتي، استحلفكن بالله أن تتمسكن بالحجاب الحق الذي يستر العورات، وأستحلفكن بالله أن تحتمين بدينكن وبالرسول الكريم صلى الله عليه وسلم واقتدين بأمكن خديجة رضـ وأمكن عائشة رضـ، اجعلنهما نبراس حياتكن، وأطلب منكن أن تستعدن لما هو آت......"

اے امت مسلمہ کی نوجوان بچیوں اور میری پوتیو! میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ تم اس برحق حجاب کو تھامے رکھو جو شرم گاہوں کو صحیح معنوں میں مستور رکھتا ہے، اور تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں کہ تم اپنے دین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو مدنظر رکھ کر تقویٰ اختیار کرو اور اپنی ماؤں حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ کی پیروی کرو اور ان

کی زندگی کو مشعلِ راہ بناؤ اور میں یہ بھی آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ کل (بروز قیامت، یا فلسطینی حالات کے مطابق مستقبل قریب میں) جو کچھ ہونے والا ہے اس کے لیے پوری تیاری کرو......" نیز وفات سے ایک دو روز قبل مراکش میں ۲۹۔۳۰ مارچ کو ہونے والے عرب سربراہ کانفرنس (جو شومیٔ قسمت سے التوا کا شکار ہوگئی ہے) کے نام اپنے آخری پیغام میں فرماتے ہیں:

"......بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چرواہے (حکمراں) سے اس کی ریوڑھ (رعیت وعوام) کے متعلق عنقریب پوچھ گچھ کرنے والے ہیں، کہ آیا اس نے حفاظت کا حق ادا کیا، یا اپنی رعایا کو تباہ و برباد کیا، پس امت مسلمہ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے خوب ڈرو دراں حالیکہ اسے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور امہ کے دشمنوں نے مل کر ایک ہی کمان سے نشانہ بنایا ہے...... بے شک آج آپ کے سامنے بہت بڑے خطرناک چیلنجز ہیں اور تمہاری اقوام بے قراری سے اس عرب سربراہ کانفرنس کے نتائج پر نظریں مرکوز کی ہوئی ہیں، میں آپ تمام قائدین کو اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کا واسطہ دیتا ہوں کہ مندرجہ ذیل نکات پر سنجیدگی سے مناقشہ فرما کر منظور فرمائیں۔

ا۔ فلسطین کی سرزمین مسلم عربوں کی ملکیت ہے اور بحیثیت مجموعی یہ اسلامی (وقف) کے حکم میں ہے، اس سے دست برداری یا اس کے حق میں کوئی کوتاہی شریعت کے روح سے جائز نہیں ہے اور یہ اسلحہ ہی کے زور پر امت کو واپس ملے گی۔ ۲۔ فلسطین میں جہاد برحق اور مبنی بر شریعت ہے اور یہ، مسلمان پر فرض ہو چکا ہے۔ ۳۔ فلسطینی قوم جو بڑی بہادری اور ثابت قدمی کے ساتھ اس معرکے میں برسرپیکار ہیں، وہ ہر طرح کے تعاون کی مستحق ہیں، بالخصوص اخلاقی، اقتصادی اور عسکری سطحوں پر۔ ۴۔ ہم تمہیں اللہ بزرگ و برتر کا واسطہ دیتے ہیں کہ دشمن (یہود) کے ساتھ ہر طرح کے روابط یکسر ختم کر دو اور ان سے کلی بائیکاٹ کرو۔ صرف میں ہی نہیں مسجد اقصیٰ بزبان حال آپ تمام قائدین کو اس بارے میں اللہ بزرگ و برتر کا واسطہ دے رہی ہے، جس کے انہدام کے لیے دشمن نے پوری تیاری کر لی ہے۔ ۵۔ میں تمہیں اللہ بزرگ و برتر کا واسطہ دیتا ہوں، کہ تم عراق وافغانستان کے لیے تن من دھن کے پیش کرنے سے ہرگز دریغ نہ کرو، تاکہ وہ لوگ بھی امریکی قبضے سے آزادی حاصل کرسکیں...... یہ خیرخواہی کی کچھ باتیں تھیں جو میں نے عرض کر دیں، جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خیرخواہی ہی کا حکم دیا ہے۔ میری دعا ہے کہ آپ کی شیرازہ بندی قائم رہے، اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کے لیے اور آپ کی صفیں اللہ کرے کہ متحد ہوں بھلائی کے لیے۔ آمین...... أخوکم أحمد یاسین"

جگر مرادآبادی نے کیا ہی خوب کہا ہے!

جو حق کی خاطر جیتے ہیں، مرنے سے کہیں ڈرتے ہیں جگر؟
جب وقتِ شہادت آتا ہے، دل سینوں میں رقصاں ہوتا ہے

☆☆☆